© rasailojaraid.com

قائداعظم محمد علی جناح اور خواتین قیادت*

ڈاکٹر محمودہ ہاشمی

آدمی نے جب سے تہذیب اور شائستگی کی طرف اپنے سفر کا آغاز کیا ہے، صنفِ نازک ہمیشہ سے آہستہ خرامی لیکن مستقل مزاجی سے ہر شعبہ زندگی میں اس کے پہلو بہ پہلو اپنا کردار ادا کرتی رہی ہے، اندرون خانہ ذمہ داریوں سے حاصل شدہ تجربہ اور ذاتی لیاقت کے امتزاج سے وہ اپنے اندر ایک ایسی بے مثال اور لاجواب صلاحیت پیدا کرنے کے قابل ہوگئی کہ وہ عام اشیا اور حالات کو منظم خطوط پر استوار کر سکتی تھی۔ چنانچہ جب اس نے دوسرے الفاظ میں مردوں کی زیر حاکمیت دنیا میں قدم رکھا تو وہ احساس محرومی یا تنہائی کا شکار ہونے کے بجائے، تمام دشواریوں کے مقابل اپنی نئی حاصل شدہ آزادی کو برقرار رکھنے کے لیے پرعزم رہی۔ اس نے زمین پر اپنے قدم مضبوطی سے جمائے کیے جس سے مرد جلد ہی نہ صرف اس کی طرف متوجہ ہونے بلکہ اس کی ذہانت اور قائدانہ صلاحیت کو بھی تسلیم کرنے پر مجبور ہوگیا۔ قائداعظم محمد علی جناح ایک عظیم رہنما تھے جن کی سیاسی بصیرت اور دور اندیشی کے بغیر پاکستان کا قیام یقیناً ناممکن ہوتا۔ انہیں اس حقیقت کا پوری طرح احساس تھا کہ تحریک پاکستان کی کامیابی کے لیے خواتین کا اس جدوجہد میں شامل ہونا از حد ضروری ہے۔ یہی وجہ تھی کہ انہوں نے اپنے اس عظیم مقصد کے حصول کے لیے خواتین کو بھی اس جدوجہد میں شامل کرنے کا فیصلہ کیا۔ یہاں یہ بات بھی مدنظر رہے کہ اس زمانے میں برصغیر میں مسلم خواتین کو ان کے گھروں کی چار دیواری تک محدود رکھا جاتا تھا اور ان کی بنیادی ذمہ داری گھریلو امور کو انجام دینا اور بچوں کی نگہداشت ہوتی تھی۔ تعلیم ان کے لیے عام نہیں تھی جب کہ اعلیٰ طبقہ سے تعلق رکھنے والے بھی صرف چند ہی خاندان اپنی بچیوں کو سکولوں اور کالجوں میں بھیجتے تھے لیکن اس کے لیے بھی برقعہ کی پابندی ضروری ہوتی تھی۔ اس پس منظر میں مولانا محمد علی جوہر کی بیوی امجدی بانو پہلی خاتون تھیں جنہوں نے گھر سے باہر قدم نکالے اور آزادی کے پیغام کو عام کرنے کا بہادرانہ اقدام کیا۔[1] انہیں برصغیر کی اولین خاتون ہونے کا یہ منفرد اعزاز بھی حاصل تھا کہ انہوں نے تحریک آزادی میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ وہ اپنی ساس بی اماں اور شوہر سے اس قدر متاثر تھیں کہ برقعہ میں ہونے کے باوجود انہوں نے آزادی اور اسلام سے محبت کو بیدار کرنے میں ایک بڑا بھرپور اور فعال کردار ادا کیا۔ وہ بلاشبہ تحریک پاکستان کی ایک عظیم رہنما تھیں جس کی پاداش میں انہیں ۱۹۱۵ء میں جیل بھی جانا پڑا۔[2]

مترجم: صبور علی سید، انسٹیٹیوٹ آف پالیسی سٹڈیز، اسلام آباد

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

اس عظیم خاتون نے قائداعظم کی رہنمائی میں انگریزوں کی غلامی کے خلاف مسلم خواتین میں بیداری پیدا کرنے کے لیے ایک مہم شروع کی۔ انہیں آل انڈیا مسلم لیگ کی ورکنگ کمیٹی کا ممبر بھی چنا گیا۔ یہ عہدہ اس دنیا سے رخصتی کے وقت تک ان کے پاس برقرار رہا۔ برقعہ میں ملبوس وہ مسلم لیگ کی ورکنگ کمیٹی کے اجلاسوں میں قائداعظم کے ساتھ نشست پر بیٹھا کرتی تھیں۔ قائداعظم نے ۱۹۳۵ء میں لندن سے بمبئی واپسی پر انہیں مسلم لیگ کی ورکنگ کمیٹی کا رکن نامزد کیا۔ آپ ان کی تجاویز کو بڑی توجہ سے سنا کرتے تھے۔[۳]

حصول آزادی کی جدوجہد میں خواتین قائداعظم کے شانہ بشانہ کھڑی تھیں۔ ۱۹۳۸ء میں مسلم لیگ کا پٹنہ میں قائداعظم کے زیر صدارت ایک اجلاس منعقد ہوا تاکہ آل انڈیا مسلم لیگ ویمن برانچ کی ایک ذیلی کمیٹی تشکیل دی جا سکے۔[۴] اس کمیٹی میں زیادہ تر وہی خواتین شامل تھیں جو ایک طویل عرصہ سے قیام پاکستان کی تحریک میں شامل تھیں۔[۵] اس کمیٹی کا آئین وضع کیا گیا اور یہ فیصلہ کیا گیا کہ صوبائی اور ضلعی سطح پر خواتین کی ذیلی کمیٹیاں قائم کی جائیں۔ اجلاس میں علاوہ ازیں یہ فیصلہ بھی کیا گیا کہ یہ ذیلی کمیٹیاں ممبر سازی کا مرحلہ شروع کریں اور شامل ہونے والی زیادہ سے زیادہ ممبران کے ذریعہ ملکی سطح پر خواتین میں سیاسی شعور بیدار کرنے کے لیے مہم چلائیں۔ اس سے مقصد دراصل یہی تھا کہ انجام کار خواتین کو ملک کی سیاسی، معاشی اور ثقافتی ترقی میں اپنا کردار ادا کرنے کے لیے برابر کے مواقع اور حصہ دیا جا سکے۔ اس موقع پر بیگم حبیب اللہ نے درج ذیل تجاویز پیش کیں جن کی بیگم وسیم نے تائید کی:

۱۔ ضلعی اور صوبائی سطح پر خواتین کی ذیلی کمیٹیاں قائم کی جائیں۔

۲۔ ذیلی کمیٹیاں مسلم لیگ کے ممبران میں اضافہ کی کوشش کریں۔

۳۔ مسلم خواتین میں سیاسی بیداری کے لیے مسلمان خواتین رہنما بڑی سطح پر پروپیگنڈا مہم کا آغاز کریں۔

۴۔ مسلمانوں کے جذبات کی ترجمان پارٹی ہونے کے ناتے مسلم لیگ پر یہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ وہ خواتین کی اس طرح رہنمائی کرے کہ وہ معاشرہ کی سیاسی، ثقافتی، اور معاشرتی ترقی میں برابر کا کردار ادا کر سکیں۔[۶]

اس تنظیم سازی کے نتیجہ میں برصغیر کی خواتین کو ایک بھرپور شعور اور آگاہی کی دولت میسر ہوئی۔ بلکہ زیادہ درست بات تو یہ ہے کہ اس تنظیم سازی کے بعد ہی اس خطہ کے مسلمانوں کی جدوجہد صحیح معنوں میں ایک مربوط و باضابطہ طریقہ سے آگے بڑھی۔ محترمہ فاطمہ جناح اپنی پوری صلاحیتوں کے ساتھ اس جدوجہد کے ہراول دستہ میں شامل تھیں۔ اپنے بھائی کے بالکل شانہ بشانہ وہ عوام میں سیاسی، سماجی اور تعلیمی شعور کی بیداری کے لیے وہ مصروف جدوجہد تھیں۔

قائداعظم کی گوناگوں مصروفیات کو مدنظر رکھتے ہوئے انہوں نے فیصلہ کیا کہ وہ برصغیر کی مسلمان خواتین کو

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

بیدار کرنے میں اہم کردار ادا کر کے اپنے بھائی کے کندھوں پر عائد ذمہ داریوں کے بوجھ کو ہٹانے کی کوشش کریں گی۔ چنانچہ انہوں نے مسلم لیگ کے ہر اجلاس میں شرکت کرنا شروع کر دی۔ ۱۹۳۵ء میں انہیں مسلم لیگ کی بمبئی کی صوبائی شاخ کا رکن مقرر کر دیا گیا۔ اسی سال ۱۰ جولائی کو بمبئی مسلم لیگ کے عہدیداران نے انہیں کمیٹی کا بھی رکن منتخب کر لیا۔ ۱۸ اکتوبر ۱۹۳۸ء کو بمبئی مسلم لیگ کی صوبائی شاخ کے سالانہ اجلاس کے موقع پر ان ۱۳۰ ارکان کی فہرست پر ان کا نام سب سے نمایاں تھا جنہیں اس موقع پر منتخب کیا گیا تھا۔ ۱۹۳۹ء میں وہ آل انڈیا مسلم لیگ کونسل کی مستقل رکن بن گئیں۔ یہ اعزاز انہوں نے تحریک آزادی کی کامیابی تک برقرار رکھا۔[7] اس تمام عرصہ کے دوران انہوں نے قائداعظم کے ہمراہ تقریباً پورے برصغیر کا دورہ کیا اور مسلم خواتین کو بیدار کرنے میں اہم کردار ادا کیا۔

اس اجلاس کے بعد فاطمہ جناح نے جو مسلم خواتین کے لئے مینارہ نور تھیں، نے پورے برصغیر کا دورہ کیا اور خواتین کی کئی ایک کمیٹیاں قائم کیں۔ اس موقع پر انہوں نے مسلم لیگ شعبہ خواتین کے زیر اہتمام ہزاروں اجلاسوں سے خطاب کیا جس میں انہوں نے مسلم لیگ کے مقاصد پر روشنی ڈالی اور تنظیم کے خلاف مخالفین کے بے بنیاد پروپیگنڈا کا پول کھولا۔ اس سے خواتین کو آزادی کی تحریک کے بارے میں پائے جانے والے مختلف نقطۂ نظر کو بھی سمجھنے میں مدد ملی۔ ۱۹۳۹ء میں انہوں نے قیصر باغ بمبئی میں منعقدہ مسلم لیگ کی خواتین کی ذیلی کمیٹی سے خطاب کرتے ہوئے تنظیم کے مقصد کو بیان کیا اور خواتین کے سیاسی شعور کو بیدار کیا۔ یہ فاطمہ جناح کی بھرپور قیادت کی بدولت ہی ممکن تھا کہ ایک مختصر عرصہ کے دوران خواتین ایک پلیٹ فارم پر جمع ہو گئیں اور مسلم لیگ کو پورے برصغیر میں مسلم خواتین کی نمائندہ جماعت تسلیم کر لیا گیا۔

مسلم لیگ کی ذیلی کمیٹی نے گو ۱۹۳۸ء میں ہی اپنی ممبر سازی کی مہم شروع کر دی تھی لیکن ۲۳ مارچ ۱۹۴۰ء کو منٹو پارک لاہور میں منعقدہ تاریخی اجلاس کے بعد اپنی سرگرمیوں اور مہم کو تیز تر کر دیا۔ اس اجلاس میں فاطمہ جناح نے بھی قائداعظم کے ہمراہ شرکت کی جب کہ بیگم محمد علی نے بحیثیت صدر ذیلی کمیٹی اجلاس میں شرکت کی اور برصغیر کی مسلمان خواتین کی طرف سے قرارداد پاکستان کی حمایت کی۔ اجلاس کے اگلے روز مسلم لیگ کی خواتین شاخ کی ذیلی کمیٹی نے اسلامیہ کالج لاہور کے حبیبیہ ہال میں اپنی ایک الگ سے نشست منعقد کی جس میں تین ہزار خواتین نے شرکت کی۔[8] ان تمام بے شمار وفود نے بھی اس اجلاس میں شرکت کی جو مسلم لیگ کے سالانہ اجلاس میں شرکت کے لیے ملک کے طول و عرض سے تشریف لائے ہوئے تھے۔ بیگم شاہنواز نے مستقل ممبران جن میں فاطمہ جناح بھی شامل تھیں، کا تعارف کروایا۔ بیگم محمد علی نے بھی اجلاس میں بحیثیت صدر ذیلی کمیٹی شرکت کی۔ اپنے صدارتی خطبے میں فرمایا کہ مسلم لیگ مسلمانوں کی واحد نمائندہ جماعت ہے اس لیے شرکاء اجلاس کی ذمہ داری ہے کہ وہ اسے مضبوط بنانے اور

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

اس کا پیغام ہر گھر تک پہنچانے کے لیے پوری تندہی اور لگن سے کام کریں۔[9] اجلاس میں خواتین میں ویمن مسلم لیگ کو مقبول بنانے کے لیے تمام شہروں اور ضلعوں میں اس کی ذیلی کمیٹیوں کے قیام کے لیے ایک قرارداد بھی پاس کی گئی۔ چنانچہ اجلاس کے خاتمہ کے بعد جب خواتین شرکاء اپنے اپنے مقامات پر واپس گئیں تو انہوں نے وہاں اجلاس منعقد کیے اور مقامی خواتین کو مسلمانان برصغیر کے الگ وطن کے مطالبہ کے بارے میں آگاہ کیا۔ انہوں نے ان خواتین کو اپنی تقاریر کے ذریعہ یہ بھی سمجھایا کہ جب تک کہ مسلمان ایک الگ وطن نہ حاصل کرلیں وہ اپنی مذہبی، ثقافتی اور معاشی آزادی برقرار نہیں رکھ سکتے اور دوسری صورت میں اگر انہوں نے انگریزوں سے آزادی حاصل بھی کرلی تو وہ بدستور ہندوؤں کے غلام رہیں گے۔ ان تقاریر نے ان خواتین میں آزادی کے حصول کے لیے زیادہ جوش و خروش اور ولولے سے کام کرنے کے لیے ایک نئی جان ڈال دی۔ صوبہ سرحد میں مخصوص طرز رہن سہن اور طریقہ زندگی کے پیش نظر خواتین کو بیدار کرنے کا کام اور بھی مشکل تھا۔ وہ پردہ کی سختی سے پابندی کرتی تھیں جب کہ تعلیمی تناسب ان میں ویسے ہی بہت کم تھا۔ مزید برآں انہیں گھر کی چاردیواری سے باہر نکلنے کی اجازت بھی نہیں تھی۔ یہی وجہ تھی کہ ان خواتین کو تحریک آزادی میں حصہ لینے پر تیار کرنے کا کام بہت مشکل دکھائی دیتا تھا۔[10] قائداعظم کی ہدایت پر لیڈی عبداللہ ہارون کی زیر قیادت ایک وفد جس میں بیگم ایم اے کلیم، بیگم سلمیٰ تصدق حسین، فاطمہ بیگم، زبیدہ شاہ اور بیگم کریم داد خان شامل تھیں، کو سرحد کے دورے پر بھیجا تاکہ وہ فنڈ جمع کرسکیں اور ساتھ ساتھ مقامی خواتین میں آگاہی پیدا کریں اور ان کی تحریک آزادی میں حصہ لینے کے لیے حوصلہ افزائی کریں۔ یہ وفد ۱۷ اکتوبر کو پشاور پہنچا جب کہ ۱۸ اور ۱۹ اکتوبر کو دو اجلاس منعقد کیے گئے۔[11] قائداعظم نے پشاور میں خواتین سے خطاب کرتے ہوئے کہا:

> مجھے یہ دیکھ کر خوشی ہوئی ہے کہ ہماری خواتین نے اب آگے آنا شروع کردیا ہے۔۔۔ خواتین ہمیشہ ایک اہم کردار ادا کرتی ہیں۔ اسی لیے یہ بھی کہا جاتا ہے جو ہاتھ بچے کو جھولا دیتے ہیں، وہ قوم کی قیادت بھی کرتے ہیں۔ ہماری اسلامی تاریخ اس بات کی شہادت فراہم کرتی ہے کہ خواتین نے ہمیشہ مردوں کے شانہ بشانہ کام کیا۔ کوئی بھی قوم اس وقت تک ترقی نہیں کرسکتی جب کہ وہ خواتین کو ساتھ لے کر نہیں چلتی۔[12]

اپنے مشن میں کامیابی کے بعد خواتین کا یہ وفد ۲۰ اکتوبر کو نوشہرہ پہنچا، مردان میں بیگم زرین سرفراز نے وفد کی ہر ممکنہ مدد کی۔ وہ اس سے قبل صوبہ سرحد کی ایک نوجوان طالبہ ہونے کے بعد اپنے والد کے ہمراہ لاہور میں مسلم لیگ کے ۱۹۴۰ء کے سالانہ اجلاس میں شرکت کرچکی تھیں، ان خواتین کی تقاریر سننے اور حاضرین کے جوش و خروش کو دیکھتے ہوئے انہیں محسوس ہوا کہ وہ اپنے صوبہ کی مسلم خواتین میں تحریک پاکستان کی بیداری کے لیے کام کرسکتی

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ہیں۔ چنانچہ مردان میں انہوں نے اپنی دوستوں اور رشتہ داروں کو مسلم لیگ میں شامل ہونے پر آمادہ کیا۔ ان کے گھر پر منعقد ہونے والی یہ میٹنگ اس اعتبار سے بہت اہمیت کی حامل تھی کہ صوبہ سرحد کی تاریخ میں یہ پہلا موقع تھا کہ 'پختون خواتین' نے مسلم لیگ کے بینر تلے بڑی تعداد میں اجلاس میں شرکت کی اور مسلم لیگ کی انتخابی مہم کے لیے کام کیا۔ اسی دوران بیگم زریں سرفراز نے صوبہ سرحد میں ویمن مسلم لیگ کے قیام کے لیے بھرپور مالی امداد کے ساتھ ساتھ ویمن مسلم لیگ نیشنل گارڈز کی تنظیم سازی بھی کی۔ وہ مستقل بنیادوں پر اس کی کامیابی کے لیے مالی امداد فراہم کیا کرتی تھیں۔

قائداعظم نے ذاتی طور پر ویمن مسلم لیگ کی ورکنگ کمیٹی کی ایک فعال ممبر فاطمہ بیگم کو حکم دیا کہ وہ بیگم سلمیٰ اور بیگم زبیدہ شاہ اور مسلم لیگ کی دوسری رہنما خواتین کے ہمراہ سرحد جائیں اور صوبہ کی خواتین میں پارٹی کے لیے کام کریں۔ ان خواتین نے صرف تعلیم یافتہ لڑکیوں کو ہی آمادہ جدوجہد نہیں کیا بلکہ انہوں نے ایک اجلاس کا انعقاد بھی کیا جس میں بیگم قاضی میر احمد کو صوبائی صدر اور ان کی بیٹی شیریں وہاب کو جنرل سیکرٹری منتخب کیا گیا۔ اس اجلاس کے شرکاء کی عمریں بمشکل ۳۰ سال تک تھیں۔[۱۳] ان خواتین نے اس موقع پر اپنی تقاریر کے ذریعہ صوبہ کی دوسری خواتین پر زور دیا کہ وہ آگے آئیں اور تحریک آزادی میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیں۔ چنانچہ بیگم زریں سرفراز، بیگم قاضی میر احمد، شیریں وہاب، نذیر نیاز (نیاز تیلہ محمد)، بیگم کمال الدین اور بہت ساری دوسری خواتین نے عملی جدوجہد کا آغاز کر کے صوبائی خواتین تک مسلم لیگ کا پیغام پہنچانا شروع کر دیا۔[۱۴]

پنجاب ایک دوسرا اہم صوبہ تھا جہاں مسلمان اکثریت میں تو تھے لیکن اقتدار غیر مسلم یونینسٹ پارٹی کے مضبوط ہاتھوں میں تھا۔ مسلم لیگ کو اس حکومت کو گرانے کے لیے اپنی توانائی اور قوت صرف کرنا تھی۔ اس مقصد کے لیے مسلم خواتین نے مردوں کے شانہ بشانہ صوبہ میں مختلف مقامات پر منعقد ہونے والے اجلاسوں میں خوب جوش و خروش سے حصہ لیا۔ خواتین کی اس جدوجہد کی خود قائداعظم نے تحسین فرمائی۔ چنانچہ ۱۷ جنوری کو، جب مسلم لیگ کی ویمن سب کمیٹی کی صوبائی شاخ اسلامیہ کالج کے حبیبیہ ہال میں میٹنگ ہوئی تو قائداعظم نے خواتین کی جدوجہد پر اور کامیابی پر اطمینان کا اظہار کیا اور فرمایا "۱۹۳۶ء کے بعد جب میں نے پہلی مرتبہ پنجاب کی مسلم خواتین سے خطاب کیا تھا، ان میں ایک نئی زندگی اور جوش و خروش پیدا ہو چکا ہے"۔[۱۵]

۴ جنوری ۱۹۴۶ء کو لاہور میں ویمن سب کمیٹی کے ایک غیر معمولی اجلاس میں انتخابات کے لیے ایک جامع پروگرام تیار کیا گیا۔[۱۶] اجلاس کی ایک قرارداد میں پنجاب کی تقریباً ۹۰ ہزار خواتین سے اپیل کی گئی کہ وہ بیگم شاہنواز اور بیگم سلمیٰ تصدق حسین کے حق میں ووٹ ڈالیں۔ اس مہم کا نتیجہ یہ برآمد ہوا کہ انتخابات میں لاہور کی تقریباً ۹۸ فیصد

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

خواتین نے مسلم لیگ کے حق میں اپنا ووٹ استعمال کیا۔ ان انتخابات میں پنجاب مسلم لیگ پارلیمنٹری بورڈ نے بیگم سلمیٰ تصدق حسین اور بیگم شاہ نواز کو ٹکٹ جاری کر رکھا تھا۔[۱۷]

یہاں یہ بے جا نہ ہوگا کہ ان دو خواتین کی مسلم لیگ کے لیے بیشمار خدمات کا مختصر جائزہ لے لیا جائے۔ مسلم لیگ کی ایک بے لوث کارکن بیگم سلمیٰ نے مسلم لیگ کے لیے بے شمار خدمات سرانجام دیں۔ آپ گوجرانوالہ میں پیدا ہوئیں اور آپ کی تربیت عالمانہ ماحول میں ہوئی۔ آپ ایک باعزت گکھڑ خانوادے سے تعلق رکھتی تھیں۔ سیاست میں دلچسپی کے ساتھ ساتھ آپ نے بحیثیت ایک قلم کار اور شاعرہ کے بھی بڑا نام کمایا۔ بہار میں جب فسادات پھوٹ پڑے تو آپ نے مہاجرین کی حفاظت کے لیے بھرپور خدمات سرانجام دیں۔[۱۸] انہوں نے انہیں بہار سے منتقل کیا اور ان میں سے کئیوں کو اپنے ذاتی گھر میں بھی پناہ دی۔ پنجاب میں صوبائی ویمن سب کمیٹی کے قیام کے بعد آپ اس کی ایک بڑی فعال کارکن بن گئیں جبکہ ۱۹۴۰ء میں آپ کو اس کا سیکرٹری بھی منتخب کر لیا گیا۔ ۱۹۴۱ء میں آپ کو کونسل آف آل انڈیا مسلم لیگ کے لیے بھی نامزد کیا جب کہ اگلے سال انہیں صوبہ پنجاب کی ویمن سب کمیٹی کا سیکرٹری منتخب کر لیا گیا۔ جب کہ ۱۹۴۴ء میں انہیں صوبہ پنجاب مسلم لیگ کی ورکنگ کمیٹی کا رکن نامزد کیا گیا۔[۱۹]

بیگم سلمیٰ کی سرگرمیاں محض پنجاب تک ہی محدود نہیں تھیں بلکہ وہ دوسرے صوبوں میں بھی مسلم لیگ کے معاملے میں پوری دلچسپی لیتیں۔ جب سول نافرمانی کی تحریک کا دائرہ سرحد تک پھیل گیا تو وہ اپنی دوسری ساتھیوں کے ہمراہ وہاں بھی گئیں تا کہ اسے وہاں بھی منظم کیا جا سکے۔ ۱۹۴۷ء میں تقریباً برصغیر کے دوران رونما ہونے والے فسادات کے دوران آپ کو صوبہ پنجاب مسلم لیگ آفس میں مہاجرین کی امداد کی مہم کا سیکرٹری مقرر کیا گیا۔ ان کی ذمہ داریوں میں دوسرے علاقوں سے مہاجرین کو وصول کرنا اور والٹن اور دوسرے کیمپوں میں ان کی رہائش یا منتقلی وغیرہ کے عمل کی نگرانی کرنا شامل تھا۔ بیگم جہاں آرا جنہیں عرف عام میں بیگم شاہ نواز کے نام سے جانا جاتا ہے بھی آل انڈیا ویمن مسلم لیگ کی ایک فعال رہنما تھیں۔ وہ سر محمد شفیع کی صاحبزادی تھیں۔ انہیں یہ اعزاز بھی حاصل تھا کہ انہوں نے ۱۲ سال کی عمر سے ہی خواتین کی بہبود کے لیے سماجی خدمات سرانجام دینا شروع کر دیں تھیں۔[۲۰] برصغیر کے سیاسی مستقبل کے فیصلہ کے لیے انگلینڈ میں منعقد ہونے والی تینوں گول میز کانفرنسوں میں آپ نے شرکت کی۔ پہلی دو کانفرنسوں میں ان کے علاوہ برصغیر سے چند دوسری خواتین بھی شامل تھیں۔ تاہم آخر کانفرنس میں انہوں نے تنہا پورے برصغیر کی خواتین کی نمائندگی کی۔

آپ کو یہ اعزاز بھی حاصل ہے کہ انہیں سب سے پہلے آل انڈیا مسلم لیگ کونسل کا رکن منتخب کیا گیا۔ ۱۹۳۷ء میں انہیں پنجاب اسمبلی کا رکن منتخب کیا گیا۔[۲۱] آپ نے مسلم لیگ کونسل کی لاہور میں منعقدہ اجلاس میں

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

بھی شرکت کی جس میں قرارداد پاکستان پاس کی گئی تھی۔ ۱۹۴۶ء میں انہیں پنجاب اسمبلی میں مسلم لیگ کی مسلمان امیدوار کے طور پر بھی منتخب کیا گیا۔ اسی سال انہیں ایم اے ایچ اصفہانی کے ہمراہ دورہ امریکہ پر بھی بھیجا گیا تاکہ وہ مسلم لیگ کے موقف کو پیش کر سکیں۔[۲۲]

ایک دوسری خاتون جس نے پنجاب میں ایک اہم کردار ادا کیا، بیگم وقار النساء تھیں۔ جب ایک مشہور سیاستدان فیروز خان نون سے شادی ہوئی تو آپ کو سیاسی صورت حال کا بڑی قریب سے مطالعہ کرنے کا موقع ملا۔ ۱۹۴۵ء کے انتخابات کے موقع پر ایک کامیاب پروپیگنڈا کی اشد ضرورت تھی۔ قائداعظم کی ہدایات پر عمل کرتے ہوئے آپؒ نے مسلم لیگ کے لیے ایک مہم منظم کی۔ پنجاب میں انگریزوں کی حمایت یافتہ سر خضر حیات منسٹری کے خلاف سول نافرمانی کی تحریک، جلوسوں اور احتجاجی جلسوں کو منظم کرنے میں بیگم نون پیش پیش تھیں اور انہوں نے تین مرتبہ گرفتاری بھی دی۔ وہ قائداعظم کی طرف سے امریکہ بھیجے جانے والے دو ارکان پر مشتمل خیر سگالی مشن کا بھی حصہ تھیں۔ ۱۹۴۸ء میں انہیں مسلم لیگ کی ورکنگ کمیٹی کا رکن منتخب کر لیا گیا۔ انہوں نے بیرون ممالک جانے والے کئی وفود کی قیادت کی جس میں کینیڈا، نیویارک اور چین کے وفود بھی شامل تھے۔[۲۳] ۱۹۴۷ء میں جب لاہور میں مہاجرین کا ایک سیلاب امڈ آیا تو آپ نے مختلف مہاجرین کمیٹیوں اور کیمپوں کے لیے بے پناہ خدمات سرانجام دیں۔ وہ کئی سالوں تک ریڈ کراس سے قریبی سطح پر منسلک رہیں اور انہوں نے بہت سارے مواقعوں پر پاکستان کی نمائندگی بھی کی۔

جب اہم اور نمایاں خواتین رہنماؤں کا نام لیا جاتا ہے تو بیگم شائستہ اکرام اللہ کا نام نامی سرفہرست نظر آتا ہے۔ آپ نے ۱۹۴۰ء میں مسلم لیگ میں شمولیت اختیار کی اور اس کے مقاصد اور اہداف کے حصول کے لیے بڑا سرگرم کردار ادا کیا۔[۲۴] ویمن سب کمیٹی کی ممبر کے طور پر ان کی خدمات کو بھرپور خراج تحسین بھی پیش کیا گیا۔ ۱۹۴۰ء کے آخر میں محترمہ فاطمہ جناح کے مشورہ پر آپ نے مسلمان لڑکیوں کو مسلم لیگ حمایتی گروپ میں منظم کرنا شروع کر دیا، ان کی اس ضمن میں خدمات کے اعتراف میں راجہ صاحب آف محمود آباد نے ۱۹۴۲ء میں انہیں آل انڈیا مسلم سٹوڈنٹس فیڈریشن کا کنوینر مقرر کر لیا۔ ۱۹۴۳ء میں انہیں سنٹرل سب کمیٹی کا بھی رکن نامزد کر لیا گیا۔ جب کہ اس کے ساتھ ساتھ انہوں نے کونسل آف آل انڈیا مسلم لیگ کے ممبر کے طور پر بھی کام جاری رکھا۔[۲۵] قانون ساز اسمبلی میں مسلم لیگ کے امیدوار کے طور پر آپ نے شاندار خدمات سرانجام دیں۔ وہ مسلم لیگ کی سب کمیٹیز کی بھی فعال رکن بن گئیں۔ ان کمیٹیز کے پلیٹ فارمز سے آپ نے لوگوں کے سامنے پاکستان کا کیس پیش کیا۔ آپ جب رواں انگریزی اور اردو میں پاکستان کے قیام کے لیے پُر اثر دلائل دیتیں تو لوگ مسلم لیگ کی طرف کھنچے چلے آتے۔[۲۶] لیکن یہ کامیابی

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

مشکلات کے بغیر نہیں ملی تھی۔ **ہندوستان ٹائمز** میں چھپنے والے ایک انتہائی تنقیدی مضمون سے آپ کو بڑی تکلیف ہوئی۔ یہ درحقیقت آپ پر پہلا تنقیدی وار تھا۔ مضمون سے آپ کو اس قدر رنج ہوا کہ آپ تسلی کے لیے قائداعظم کے پاس گئیں جنھوں نے آپ سے فرمایا ''ہر روز اخبارات میرے بارے میں اس سے بھی شدید اور بڑی چیزیں لکھتے ہیں۔ اگر میں اس سے اپ سیٹ ہو جاؤں تو آپ کے خیال میں نتیجہ کیا ہوگا۔ ہمیں ایسی چیزوں کے بارے میں متوقع رہنا چاہیے''۔ جب آپ جارہی تھیں تو قائداعظم نے انہیں مزید کہا ''تمھیں ان چیزوں سے اپ سیٹ یا انہیں اپنے اوپر حاوی نہیں ہونے دینا چاہیے'' آنے والے سالوں کے دوران جب بھی انہیں اس طرح کی بے جواز تنقید اور عناد کا سامنا کرنا پڑا تو قائد کے وہ بصیرت افروز کلمات یاد آجاتے تھے۔[۲۷]

پاکستان کی پہلی آئین ساز اسمبلی میں صرف دو خواتین بیگم شائستہ اکرام اللہ اور بیگم جہاں آرا بیگم شامل تھیں۔ لیکن اس کے باوجود بھی انہوں نے اس فورم سے خصوصاً بے سہارا خواتین کی ترقی کے لیے اپنی جدوجہد جاری رکھی۔ ان کی اس جدوجہد کا ثمرہ اس وقت بھی انہیں بڑی حد تک ملا جب بجٹ میں خواتین کی ترقی کے پروگرام کو شامل کر لیا گیا۔

قائداعظم کی رہنمائی میں مسلم خواتین کی سرگرمیوں میں اضافہ ہوتا گیا۔ صوبائی ویمن سب کمیٹی کے ممبران نے صوبہ کے بڑے بڑے ضلعوں کے کئی ایک دورے کیے اور پرائمری لیگز کا قیام عمل میں لایا گیا۔[۲۸] انہوں نے اپنی تقاریر میں 'قرارداد پاکستان' کی اہمیت اجاگر کی، مسلم لیگ کا لٹریچر تقسیم کیا اور خواتین کے سمپوزیم منعقد کیے۔ انہوں نے 'یوم پاکستان' اور 'مسلم لیگ ویکس' بھی منائے۔ نتیجتاً لیگ کے خواتین ممبران کی تعداد میں بیحد اضافہ ہوا اور مسلم لیگ جو اب تک ایک الگ تھلگ اور غیر فعال زندگی گزار رہی تھیں، شعور کی دولت سے مالا مال ہوئیں۔ انہوں نے جگہ جگہ کا دورہ کر کے مسلم لیگ کو مقبول بنایا اور یہ واضح کر دیا کہ وہ پاکستان کے حصول کے لیے کسی بھی مشکل کا سامنا کرنے کے لیے تیار ہیں۔[۲۹] انہوں نے مزید کہا کہ وہ پاکستان کی خاطر اپنی جان اور مال و دولت کی قربانی دینے کے لیے بھی تیار ہیں۔[۳۰] دیہی علاقوں میں رہنے والی خواتین میں تحریک کو مقبول بنانے کے لیے گانے تیار کیے گئے جنھیں ان خواتین کے اجلاسوں میں گا کر سنایا جاتا۔ ان کوششوں کی بدولت مسلم لیگ کا پیغام دور دراز کے گاؤں تک بھی پہنچ گیا۔[۳۱]

مسلم ویمن سب کمیٹیز کے ممبران کی تقاریر کے جواب میں قائداعظم نے ان کی سرگرمیوں کو سراہا اور مسلمان خواتین پر زور دیا کہ وہ تحریک آزادی میں مردوں کے شانہ بشانہ اپنا کردار ادا کریں۔ انہوں فرمایا '' مجھے خوشی ہے مسلمان مردوں نے ہی نہیں بلکہ خواتین اور بچوں تک نے پاکستان سکیم کو سمجھ لیا ہے'' انہوں نے مزید کہا 'کوئی بھی قوم خواتین کی شمولیت کے بغیر ترقی نہیں حاصل کر سکتی۔ اگر مسلم خواتین نے جیسا کہ انہوں رسول پاک کے دور میں کیا تھا،

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

مردوں کا ساتھ دیا تو ہم اپنا مقصد حاصل کرلیں گے۔،، ۳۲

یوں مختصراً قائداعظم کی قابل اور فعال قیادت کے زیر اثر مسلمان خواتین نے اپنی صلاحیتوں کو پہچانا اور استعمال کیا جو اب تک نظر انداز کر دی گئی تھیں۔ اس کے نتیجہ میں برصغیر میں مسلم خواتین میں بیداری اور شعور کے ایک دور کا آغاز ہوا جس کے باعث انہوں نے نہ صرف تحریک پاکستان کے دوران بلکہ اس کے بعد بھی اہم کردار ادا کیا۔ اور وہ مسلمانان برصغیر کی تاریخ کا ایک ان مٹ باب بن گئیں۔

حوالہ جات

۱۔ Dr. Miss Kaniz F. Yusuf, Dr. M. Saleem Akhtar, Dr. Razi Wasti, *Pakistan Resolution Revisited*, Islamabad, (National Institute of Historical and Cultural Research), 1990,p. 479.

۲۔ ایضاً ص ۴۷۶۔

۳۔ بیگم سلمیٰ تصدق حسین، تحریک پاکستان میں خواتین کا کردار، جنگ، راولپنڈی، ۲۳ مارچ ۱۹۹۰ء، جمعہ میگزین، ۵۲۔

۴۔ نور الصبا بیگم، تحریک پاکستان اور خواتین، لاہور، اسلامی پرنٹنگ پریس، ت۔ن، ص ۴۸۲۔

۵۔ ایضاً، ۴۹۶۔

۶۔ کمیٹی کے ممبران درج ذیل تھے۔ سندھ سے محترمہ فاطمہ جناح، بمبئی سے نصرت عبداللہ ہارون، پنجاب سے بیگم شاہ نواز، بیگم سلمیٰ تصدق حسین، فاطمہ بیگم، اور بیگم وقار النساء نون، بنگال سے بیگم اختر سلیمان، یو۔ پی سے بیگم راحیلہ شیروانی، بیگم اعزاز رسول، بیگم وسیم، بیگم اسماعیل، بیگم نواب اسماعیل خان اور بیگم نواب حبیب اللہ، سی۔ پی سے بیگم صدیق علی، دہلی سے بیگم شائستہ اکرام اللہ جب کہ مدراس سے بیگم اقبال حسین ملک، بیگم انجم آراء نور الصبا بیگم، بیگم قیصر علی، بیگم عبداللہ حفیظ،، ایضاً ۴۸۲۔ مزید دیکھئے آل انڈیا مسلم لیگ کے ۱۹۳۸ء میں پٹنہ میں منعقدہ اجلاس کی تفصیلات، مسلم لیگ پیپرز، آ کائیوز آف فریڈم موومنٹ، کراچی، والیوم ۴۴، ص ۲۰۔

۷۔ ڈاکٹر مس کنیز فاطمہ یوسف، ص ۴۸۱۔

۸۔ سب کمیٹی درج ذیل ممبران پر مشتمل تھی۔ بیگم حفیظ الدین (سورت)، لیڈی ہارون (سندھ)، بیگم اسماعیل خان (میرٹھ)، بیگم حبیب اللہ اور بیگم اعزاز رسول (لکھنؤ)، بیگم رحمان اور بیگم رضا اللہ (دہلی)، مس نادر جہاں، بیگم خورشید آراء، صدیق علی خان (ناگپور)، اور بیگم وسیم کا یہاں ذکر خاص طور پر ضروری ہے۔

۹۔ ڈاکٹر مس کنیز فاطمہ یوسف، ص ۴۸۹۔

۱۰۔ عزیز جاوید، قائداعظم اور سرحد، (لاہور، پ۔ن، ۱۹۷۸ء)، ص ۳۱۰۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

۱۱۔ Sarfraz Hussain Mirza, *Muslim Women's role in the Pakistan Movement,* (Lahore: Research Society of Pakistan),1969,p.76.

۱۲۔ ایضاً۔

۱۳۔ ایضاً،ص۳۰۵۔

۱۴۔ ڈاکٹر مس کنیز فاطمہ یوسف، بحوالہ سابقہ،ص۴۹۱۔

۱۵۔ سرفراز حسین مرزا، بحوالہ سابقہ،ص۸۰۔

۱۶۔ ایضاً،۷۸۔

۱۷۔ ایضاً،ص۷۹۔

۱۸۔ نورالصبا بیگم، بحوالہ سابقہ،ص۱۳۲۔

۱۹۔ *The Eastern Times,* 7 November 1944,

۲۰۔ نورالصبا بیگم، بحوالہ سابقہ،ص۵۶۔

۲۱۔ سرفراز حسین مرزا، بحوالہ سابقہ،ص۱۲۹۔

۲۲۔ *The Eastern Times,* 27 Nov.1946, *Nawa-i-Waqt,* 19 December 1946..

۲۳۔ نورالصبا بیگم، بحوالہ سابقہ،ص۵۹۔

۲۴۔ سرفراز حسین مرزا، بحوالہ سابقہ،ص۱۳۶۔

۲۵۔ ایضاً۔

۲۶۔ Farah Gul Baqai, Begum Shaista Ikramullah: *A Woman Who Dared,* Pakistan Journal of History & culture , vol.XXI, No.2, (Islamabad: National Institute of Historical and Cultural Research, Quaid -i- Azam Unviversity), p. 101.

۲۷۔ ایضاً۔

۲۸۔ ایضاً،۱۱مئی ۱۹۴۳ء،۲۳اگست ۶اور۱۰فروری ۱۹۴۵ء،۳،۱۳اور۱۶مارچ ۱۹۴۵ء۔

۲۹۔ انقلاب،۲۳نومبر۱۹۴۲ء۔

۳۰۔ ایضاً۔

۳۱۔ مس سلطانہ بخش،ص۶۳۔

۳۲۔ دی ایسٹرن ٹائمز،۲۹نومبر۱۹۴۲ء۔

© rasailojaraid.com